© rasailojaraid.com

ایک عیسائی کی گواہی

اس عنوان سے ہمعصر نور افشاں (عیسائی) نے ایک مضمون شائع کیا ہے جو درج ذیل ہے - آپ لکھتے ہیں :-

"یہ عیسائی پہلے مسلمان تھا اور اپنے عیسائی ہونیکے بعد وہ یوں تحریر کرتا ہے کہ میں ترکی مسلمان تھا اور کمبخت بیہودہ اور نادان ہو کے میں اسلام کی جسمانی حالت اور تاریکی کے مطابق چلتا تھا - اتفاقاً میری ایک مسیحی سے ملاقات ہوئی - جس نے مجھکو بار بار انجیل کی سچائی سے آگاہ کیا تھا - یہانتک کہ خداوند کریم نے مجھپر اپنی برکت نازل فرمائی اور میں نے کمال خوشی سے کلام کو قبول کر لیا - اور میرے مسیحی دوست نے مجھے ایک پادری صاحب کے پاس پہنچا - جسنے مجھے اور زیادہ انجیل کی تعلیم دی - جس سے مجھے بہت تسلی ہوئی -

ایک دن ایسا ہوا کہ مسلمانوں نے مجھے پکڑا اور ایک مردود کی طرح مجھکو مارا اور پیٹا - لیکن میں اُن سے مقابلہ نکرتا تھا - کیونکہ میرا خداوند برائی اور سختی کی برداشت کرنیوالا تھا - اور جب اُنہوں نے جانا کہ یہ شخص ہماری نہیں مانتا تو مجھے لیکر حاکم کے سپرد کیا - پر اس حاکم نے مجھے سپاہی بنا کے ایک پلٹن میں شامل کیا جو عرب کے صوبہ حجاز کی طرف بھیجی جاتی تھی - تاکہ میرا ایمان درست کیا جاوے - اس تجویز سے مجھے نقصان نہوا - اور نہ انکا مطلب پورا ہوا - جب میں مکہ سے واپس آیا تو میں خداوند نجات دہندہ کی جگہ پھر گیا - جب مسلمانوں نے دیکھا کہ یہ شخص ضرور عیسائی ہونیوالا ہے تو اُنہوں نے قصد کیا کہ مجھے مار ڈالیں -

میرے والد نے آپ جائداد کو اسلام کے مُلّاؤں کو بخشدیا - تاکہ مجھکو وراثت سے حصّہ نہ ملسکے اور میں نے انجیل کی راہ میں کوشش کی - اگرچہ مجھے بہت تھوڑی خبر ملی - میں نے دعا کرنا شروع کیا - اور خصوصاً میں خداوند کی دعا استعمال کرتا تھا - ایک آیت بھی مجھے ملی جس میں یہ تعلیم تھی کہ خداوند یسوع یوں کہتا تھا - اے تم سب جو تھکے اور بُجھے بوجھ کے نیچے دبے ہو میرے پاس آؤ اور میں تمکو آرام دونگا - یہ کیسی خوب آیت ہے -

جب میری مصیبتیں بہت زیادہ ہونے لگیں اور اسلامی کاروائی میری نسبت شروع ہوئی

میں اپنے ملک فلستان کو چھوڑ کر سکندریا میں آگیا - یہاں میری مصیبتوں کا ایسا خاتمہ ہوا - اور میں نے خدا کی پوری برکتیں پائیں -

---

جب میں مسیح پر ایمان لایا اور یقین کیا کہ وہ میرے لئے اور سب گنہگاروں کیلئے صلیب پر کھینچا گیا اور مر گیا - اور تیسرے دن پھر جی اُٹھا - تاکہ ہمکو موت کے بند سے آزاد کرے اور ہمکو راستباز بنا کے خدا سے میل کرادے - تو میں نے دلی آرام پایا - پھر ایک رات ماہ مارچ ۱۹۰۹ء کو میں نے بپتسمہ پایا - میں خدا کی تعریف کرتا ہوں - میں جانتا ہوں کہ میں از سر نو پیدا ہوا ہوں - اور خدا نے مجھے اپنے لہو سے پاک کیا - اور باپ بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دلایا - مارچ ۱۵ سنہ ۱۹۰۹ء میں میں نے بپتسمہ پایا اور اسی دن سے مجھے بڑی برکت ملی - اے خداوند کا شکر تو بہت لوگوں کو توبہ کی توفیق بخش دیوے - تاکہ وہ بھی باپ بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ پاویں اور نتیجہ حاصل کریں - (نور افشاں ۲۴ ستمبر ۱۹۰۹ء)"

جواب یہ ہے عیسائی مذہب کا خلاصہ کہ ہمارے گناہوں کو مسیح نے اُٹھا لیا - بس ہم سبکدوش ہیں - ہر ایک مذہب کی کوئی نہ کوئی خصوصیت ہوتی ہے جسکی وجہ سے وہ مذہب دوسرے مذاہب سے ممتاز ہوتا ہے - عیسائی مذہب کی خصوصیت یہی ہے کہ اُس میں گناہوں کا کفارہ حضرت مسیح ہیں اور بس -

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں - انسان سراپا گناہگار ہے - جو وقت گناہ میں جاتا ہے وہ تو واپس آنے کا نہیں - اسلئے اس کے گناہوں کی بخشش اسکے سوا نہیں ہوسکتی کہ کوئی شخص جو خود بیگناہ ہو اُن کیلئے کفارہ بنے - کہتے ہیں اس سے خدا کا عدل بھی بحال رہتا ہے کیونکہ اوسکا وعدہ ہے کہ مجرموں کو سزا دونگا - اور رحم بھی بجا - کیونکہ بغیر سزا دیئے اُس نے چھوڑ دیا - بس کفارہ خدا کی صفات (عدل اور رحم) دونوں کو جامع ہے - یہ ہے عیسائیوں کی بسیط اور مفصل تحریرات و تقریرات کا خلاصہ -

اس مسئلہ پر دو طرح سے بحث کیجاتی ہے - اوّل تو یہ کہ یہ عقیدہ خود انجیل سے بھی ثابت نہیں - دوئم یہ کہ عقیدہ مذکورہ بداہت عقل اور فلسفہ الٰہیہ کے مخالف ہے -

پہلی بحث سے تو ہمیں کچھ فائدہ نہیں - کیونکہ اگر ہم ثابت کردیں کہ انجیل میں یہ عقیدہ نہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بلکہ حال کے عیسائیوں کا تراشیدہ ہے تو اسکے معنی یہ ہیں کہ عیسائی مذہب کی اصلی تعلیم تو صحیح ہے مگر اُسکے مبلغوں کی کچھ ملاوٹ اور کھوٹ ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ عیسائی مذہب غلط نہیں بلکہ اُس کے علماء کے خیالات غلط ہیں تو اس سے ہمیں کچھ بہت فائدہ نہیں حالانکہ محنت زیادہ ہے۔ بخلاف اس کے اگر ہم اسکو بداہت عقل اور فلسفہ آلہیہ کے برخلاف ثابت کردیں تو کمی محنت کے ساتھ فائدہ بہت ہے پس ہم دوسری صورت اختیار کرتے ہیں۔

یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ عدل کے معنی ہیں جو چیز جہاں رکھنے کے قابل ہو اوسکو وہاں ہی رکھنا۔ اصل مجرم کو سزا دینا اسی لئے عدل ہے کہ اوس سزا کا محل وہی مجرم ہے۔ پس اصل مجرم کی بجائے غیر مجرم کو سزا دینا دو طرح سے خلاف عدل ہے ایک تو اصل مجرم بری ہونے سے۔ دوئم غیر مجرم کو محل سزا بنانے سے۔ نتیجہ یہ کہ کفارہ مسیح کا مسئلہ خدا کے عدل کے برخلاف ہے۔

اگر کوئی صاحب کہیں کہ جب خود کوئی شخص کسی مجرم کی طرف سے خود ذمہ وار ہو کر سزا برداشت کرے جیسا کہ دنیاوی عدالتوں میں ضامن ہوتے ہیں تو پھر اوسکو سزا دینے میں کیا حرج ہے۔ جواب یہ ہے کہ دنیاوی عدالتوں میں ضامن کو سزا نہیں ملتی بلکہ ضمانت ضبط ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ جن جرموں میں بدنی سزا کا حکم ہے اون میں ضمانت بھی قبول نہیں ہوتی۔ جیسے چوری۔ خون۔ ڈاکہ وغیرہ۔

علاوہ اس کے یہ کیا انصاف ہے کہ تمام مخلوق کے گناہوں کی سزا اتنی مختصر کہ ایک دو منٹ میں فیصلہ۔ اور سنو! اور بتلاؤ کہ

کفارہ گذشتہ گناہوں کا ہوا یا آئندہ کا۔ یا دونوں کا۔ اگر صرف گذشتہ کا ہوا تو آئندہ کا کیا علاج۔ اگر صرف آئندہ کا ہوا تو گذشتہ کی کیا دوا۔ اور اگر دونوں کا ہوا تو ایسی بیخوفی میں عیسائی جو چاہیں کریں اُن کو روا ہے۔ اس بیخوفی کے بد نتائج سے کون آگاہ نہیں کہ آج اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ میرے سب گناہ معاف ہیں تو وہ اس بیخوفی میں کیا نہیں کرگذریگا پھر اُسکو کون روکنے والا یا ملزم بنانیوالا ہوگا۔ پس آپ (اڈیٹر نور افشاں) بتلادیں کہ ہمارے پیش کردہ شقوق میں سے آپ کونسی شق (صورت) کو اختیار کرتے ہیں اور اوسپر اعتراضات کا کیا جواب دیتے ہیں۔

اب ہم مختصر طور پر یہ دکھاتے ہیں کہ انجیل بھی کفارہ مسیح کارد کرتی ہے۔

یہ تو ظاہر بات ہے کہ حضرت مسیح اگر کفارہ ہوتے تو اُن کو اس کفارہ ہونے سے کبھی قسم کا ملال رنج یا کبیدگی نہوتی۔ کیونکہ رحم کا تقاضا تھا جو خود اختیار کیا تھا۔ حالانکہ ہم انجیل میں ایسا فقرہ بھی پاتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح ایسی موت کو ہرگز نہ چاہتے تھے۔ نہ پسند کرتے تھے۔ ذرہ غور سے سنو!

"پھر یسوع اُن کے ساتھ گتسمنی نامی ایک مقام میں آیا اور شاگردوں سے کہا یہاں بیٹھو۔ جب تک میں وہاں جاکر دعا مانگوں۔ تب اُس نے پطرس اور زبدی کے دو بیٹے ساتھ لئے اور غمگین اور نہایت دلگیر ہونے لگا۔ تب اُس نے اُن سے کہا کہ میرا دل نہایت غمگین ہے بلکہ میری موت کی سی حالت ہے تم یہاں ٹھیرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو۔ اور کچھ آگے بڑھ کے مُنہ کے بل گرا اور دعا مانگتے ہوئے کہا کہ اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے گذر جائے۔ تو بھی میری خواہش نہیں بلکہ تیری خواہش کے مطابق ہو (متی باب ۲۶ آیت ۳۶)

اس اقتباس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح اس موت کو پسند نہ کرتے تھے بلکہ سخت کارہ تھے مگر جیسا نیک لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ ناپسند امر کو بھی تقدیر الٰہی جانکر تن بتقدیر ہوا کرتے ہیں وہی کیفیت حضرت مسیح کی معلوم ہوتی ہے ورنہ دل سے پسندیدگی نہیں۔

جہان میں سُکھ کسطرح پھیل سکتا ہے

اس عنوان سے ایک مضمون متعلق پیدائش اولاد رسالہ آریہ مسافر جالندھر میں نکلا ہے جو علمی حیثیت سے قابل قدر ہے۔ علاوہ اس کے گو اس کا لکھنے والا اور شائع کرنیوالا دونوں بڑے پکے ورڈ آریہ ہیں لیکن مضمون آریہ اصول کے برخلاف ہے اسلئے ہم اُسے بعینہ نقل کرکے حواشی میں اُس کے متعلق اپنی راء ظاہر کرتے جائینگے۔ مضمون مذکور میں اردو کی ضد سے بعض الفاظ غیر مانوس استعمال ہوئے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں موقع بموقع اُن کی بھی بذریعہ ترجمہ اصلاح کرتے جائینگے (مسلمان)

(۱) ہر ایک انسان۔ ماتا پتا (ماں باپ) یہ خواہش رکھتا ہے کہ تندرست خوبصورت۔ مضبوط و زیرک۔ تیز فہم اولاد نصیب ہو۔ لیکن تجربہ اس کے بالکل برعکس شہادت دے رہا ہے۔

کیا وجہ ہے کہ سنسار موٹی عقل کے منشوں (آدمیوں) سے بھرپور ہے؟ زندگی کے ہر ایک صیغہ میں قدم قدم پر ناکامیابی نظر آرہی ہے۔ نیکی۔ سخاوت۔ سچائی۔ خوشی کے بجائے دنیا رنج والم۔ بدمعاشی۔ بے ایمانی۔ ظلم۔ سفاکی۔ بے رحمی اور طرح طرح کے مصائب کا مرکز بنی ہوئی ہے؟ کیا وجہ ہے کہ لوگوں کی زندگیوں میں راستی و سچائی اسقدر عنقا ہے اور وہ مجسّم شیطنت کا نمونہ بنی ہوئی ہیں۔ ان سب سوالات پر غور کرنا ہر فرد بشر و انسانی بچہ کا فرض اوّلین[ف۱] ہے۔ اگر ہم ذرا نظر تعمق سے دیکھیں تو ان سب اختلافات و تفرقات کا راز منکشف ہوسکتا ہے۔ اگر ہم اس بات کو ذہن نشین کرلیں کہ دس ہزار میں سے شاید ایک بچہ بھی والدین کی باہمی رضامندی و پریم بھری خواہش سے دنیا میں پیدا نہیں کیا جاتا اور باقی نو ہزار نو سو ننانوے بچے والدین کے پُشتینی گناہوں اور بیماریوں سے لدے ہوئے پیدا ہوتے ہیں تو کوئی تعجب نہیں۔ اگر سنسار (دنیا) میں پاکیزگی۔ عصمت۔ کامیابی۔ خوشی۔ و درازعمری کے بجائے اسقدر بیماری۔ شراب خوری۔ رنج والم۔ قتل وخونریزی کی زیادتی۔ قبل از وقت اموات کی تیزی اور گناہوں کی افراط کی گرم بازاری ہے۔ سنسار کی اصلاح اُسوقت مکمل نہیں ہوسکیگی۔ اور نہ اس دنیا میں پوترتا۔ پاکدامنی۔ نیکی اور شانتی کا مکمل راج قائم ہوسکیگا۔ جبتک سنتان (اولاد) پیدا کرنے کے اصولوں پر

ف۱ بیشک فرض اول ہے مگر آریہ دھرم اس کا جو جواب دیتا ہے اوسپر بھی غور کرنا سب کا نہیں آریوں کا تو فرض اول ہے۔ وہ جواب یہ ہے کہ اس جون میں کسی روح کو جو کچھ ملتا ہے خواہ جسمانی طاقت ہو یا حسن صورت بحکم تناسخ سب گذشتہ اعمال کا نتیجہ ہے یہانتک کہ پنڈت لیکھرام لکھتا ہے جس درجہ جسمانی سے کوئی شخص حیوانی قالب میں بغرض سزا بھیجا جاتا ہے بعد گزرنے میعاد سزا اسی درجہ میں واپس کیا جاتا ہے (ثبوت تناسخ صفحہ ۱۹۷) یہ حوالہ صاف بتلا رہا ہے کہ آریہ دھرم اس غور و فکر کا جواب دیگا کہ تمہاری بتلائی ہوئی تدبیر کچھ کام نہ آئیگی کیونکہ ایشوری نیم (قانون قدرت) ہی یہی ہے کہ اس جگہ میں ویسا ہی ملیگا (مسلمان)

منش کاربند نہ ہو جاوینگے۔

دنیا کی تمام تعلیمی درسگاہیں۔ اصلاح اُپکار کرنیوالی سوسائٹیاں۔ شراب و تمباکو کے برخلاف جہاد[ف۲] کرنیوالی ٹمپرنس سوسائٹیاں و دیگر تمام مذہبی مجلسیں ساری عمر باہم ملکر بنی نوع انسان کی بہبودی و ترقی میں اتنا نمایاں کام نہیں کرسکتیں جتنی کہ ایک ماتا اپنے سنتان کیلئے گربھ (حمل) کے نو مہینہ میں ان قوانین و اصولوں پر کاربند ہو کر فیض پہنچا سکتی ہے۔

(۲) دنیا کے سب ظہورات کو نظر تعمق سے دیکھنے و جانچنے سے یہ امر بخوبی ذہن نشین ہو جاتا ہے کہ پرماتما کی سرشٹی میں کوئی امر محض "اتفاق" سے ظہور پذیر نہیں ہوتا۔ چھوٹے سے چھوٹے کیڑے کی پیدائش۔ و بڑے سے بڑے جانور کی نشو و نما۔ چڑی کے گرنے سے لیکر ایک پاک زندگی بسر کرنیوالے انسان کی موت۔ شبنم کے چھوٹے قطروں کی بناوٹ۔ اور طوفان کی بربادیاں تک سب کے سب "نیم" (قانون) میں بندھی ہوئی ہیں۔

سب میں پرماتما (خدا) کی سرو دیاپکتا (قدرت) ظاہر ہے اور اس کے لاتغیر و لاتبدل قانون کا سب میں اظہار ہے۔ سنتان کے پیدا کرنے کا بھی اسی طرح ایک "قانون" ہے۔ اس قانون کی خلاف ورزی کا ہی نتیجہ ہوتا ہے کہ بیمار۔ کم عمر۔ کمزور۔ نحیف البدن۔ موٹی عقل و فہم کے انسان پیدا ہوتے ہیں[ف۳]۔ اور اس قانون کی پیروی و تعمیل کرنے سے ہی شکل۔ صورت۔ جسم و اخلاق کے مکمل بچے نصیب ہوتے ہیں۔ اولاد کے پیدا کرنے میں انسان عام طور پر اس قانون کی پیروی نہیں کرتے۔ ناپاک و عیاشانہ بھوگ کے بعد استری کا گربھ وتی (عورت کا حاملہ) ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ والدین کی طرف سے نوزائیدہ کے دنیا میں "مکمل" پیدا کرنے کے لئے جسمانی اخلاقی۔ دماغی طور پر کوئی طیاری نہیں کیجاتی۔ مرد و عورت کے رج و ویریہ (نطفہ) کے اتفاقیہ ملاپ سے ماتا پتا کی خواہش کے برخلاف (کیونکہ گربھ اُن کی نفسانیت اور بھوگ میں سدراہ بنتا ہے) وہ غریب دنیا میں بن بلائے مہمان کی طرح۔ طرح طرح کی برائیوں اور امراض سے لدے ہوئے دنیا میں۔ رنج والم کی زندگی بسر کرنے کے لئے آموجود ہوتے ہیں۔

ف۲ ایں! یہ جہاد کیسا؟ (مسلمان)

ف۳ تو کیا ان بیماروں کے پچھلے اعمال کا اس میں کوئی دخل نہیں؟ (مسلمان)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس قسم کی "اتفاقیہ" پیدائشوں سے جو دنیا میں تکالیف ۔ رنج و الم پہنچ رہی ہیں ۔ اُن کا بیان کرنا بڑا دردناک ہے ۔

اس کے علاوہ بہت سے ایسے انسان ہیں جو خواہش سے پیدا کئے گئے ہیں ۔ لیکن اُن تمام صفات و قابلیتوں سے محروم رہے ہیں جو ماتا پتا میں اُتم و نیک سنتان پیدا کرنے کے لئے ضروری ہوا کرتی ہیں ۔ ان بیشمار انسانوں کے علاوہ ایسے انسان معدودے چند ہیں ۔ جو اُن نیموں کی پابندی سے اتفاقیہ پیدا ہو گئے ہوں جو مہاں پُرش و روشن دماغ ہو کر دنیا میں بنی نوع انسان کو اپنی غیر معمولی ذہانت و نیکی سے روشنی دیتے ہیں ۔ اور جن کی یادگاریں کوئی سنگ مرمر کی عمارتیں کھڑی کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی ۔ اُن کا نام ہی ابد تک سورج و چاند کی طرح درخشاں و تاباں رہتا ہے ۔

ان کے علاوہ ایسے پُرش تو عنقا ہی ہیں جو ماتا پتا کی خواہش و اچھیا (مرضی) سے پیدا کئے گئے ہوں اور جن کی پیدائش میں اُن سب مقدس اصولوں کی پیروی کی گئی ہو ۔ جو اُتم و نیک سنتان پیدا کرنے کا موجب ہوتی ہیں ۔ اور جن پر بنی نوع انسان کی مستقبل بہبودی کا بہت کچھ انحصار ہے ۔ مت خیال کریں کہ ان نیموں کی پیروی یا خلاف ورزی کا اثر تو زائیدہ کی عمر زندگی یا عمر تک ہی محدود رہتا ہے ۔ نہیں نہیں یہ قیامت تک اثر رکھتا ہے ۔

ایک بچے کو ایسے اسباب میں پیدا کر کے جو اس کو خر دماغ و نکما بنانے کا موجب ہوں ۔ والدین یا اور سمجھدار انسانوں کو ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ وہ دوسری زندگی میں شکسپیر ۔ ملٹن یا بیکن بن جاویں گے ۔

بچہ پر ناپاکی ۔ شرارت ۔ نفسانیت کے سنسکار ڈال کر یہ کبھی دل میں گمان تک بھی نہ کریں کہ وہ موت کے بعد پاکیزگی و نیکی کے رنگ میں رنگا ہوا ہو گا ۔ ان وجوہات پر یہ ازبس ضروری ہے کہ ہر ایک ماتا پتا ان اصولوں سے واقفیت حاصل کریں اور یتھا شکتی (حتی المقدور) اپنے جیون کو ان کے انکول (موافق) ڈھالنا شروع کریں ۔

(۳) ان نیموں میں بنیادی اصول یہ ہے کہ ماتا پتا کی متفقہ قوت ارادی کی صحیح کوششوں سے ایام گربھ کے دوران و ماقبل میں بچہ کا دل ۔ جسم ۔ اخلاق اور دل بنایا جاتا ہے ۔ جسطرح

سنہ ۵۴ آریوں کی مدد کی تو نہیں البتہ اُن کی ہمت کی داد دینے کو جی چاہتا ہے کہ یہ لوگ اپنے

کمہار مٹی سے جو چاہے بنا سکتا ہے ۔ اسی طرح گربھ میں اور اس سے پہلے کی عرصہ میں بچہ کا دل ۔ جسم ۔ اخلاق ۔ و دماغ وغیرہ مکمل طور پر جیسا ماتا پتا چاہیں ویسا ہی بن سکتا ہے ۔

(۴) لیکن یہ نہایت و لازمی ضروری ہے کہ تندرست ۔ ہوشیار و نیک اولاد پیدا کرنے کے لئے عورت کی صحت بالکل مکمل ہو ۔ اور وہ قوانین برہمچریہ کے موافق زندگی بسر کرتی ہو اگر عورت کی طبیعت ذراسی بھی ناساز ہو تو اولاد پیدا کرنے کا خیال تک بھی نہیں کرنا چاہئے حتیٰ کہ اُس کی صحت پورے درجہ پر پہونچ جائے ۔

وہ عورتیں جو بیٹی پہننے کی عادی ہوں ۔ اُن کو بھی اولاد پیدا نہیں کرنی چاہئے کیونکہ وہ تندرست و مضبوط اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہیں ۔ وہ عورتیں جن کو دن رات بناؤ سنگار کا خیال رہتا ہو ۔ اور فیشن کے پیچھے پڑی ہوئی ہوں ۔ ان کو بھی اولاد پیدا نہیں کرنی چاہئے ۔ وہ استریاں جن کا زندگی میں فیشن پرستی کے سوائے کوئی اُچیہ ادیش نہ ہو ۔ نیک ۔ پاکیزہ و جفاکش اولاد پیدا کرنے کے قطعی ناقابل ہیں ۔

مختصر طور پر جو استریاں (عورتیں) اولاد پیدا کرنے کی خواہش رکھتی ہوں ۔ اُن کے لئے ضروری ہے کہ وہ پشتینی بیماریوں سے مبرا اور مکمل صحت کی مالک ہوں جسم سڈول و چوڑے قد کی کمر والی ہوں ۔ بچوں کی پرورش کرنیکے لائق ہوں ۔ اور زمانہ کی بیہودہ فیشن پرستی و بناؤ سنگار کی خطرناک عادت کے بجائے زندگی کا کوئی مہاں آدیش رکھتی ہوں ۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دل میں دھارمک بھاؤ رکھنے والی ہوں ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰ :- کوشش کے کیسے کچے اور ارادوں کے مستقل ہیں کہ خواہ عبارت بگڑ جائے کلام بدوضع ہو جائے مگر عربی الفاظ کی جگہ سنسکرت شبد و نکو ساری نہیں تو حصہ رسدی تو ملجائے اصل اردو لفظ "ایام حمل" دو لفظوں سے مرکب ہے دونوں عربی ہیں ۔ اس لئے راقم مضمون کو گوارا نہ ہوا کہ سارا حصہ عربی کو دے اسلئے اُسنے کس خوبی سے تصرف بیجا کر کے ایام گربھ لکھ مارا ۔ گو آدھا تیتر آدھا بٹیر بنگیا مگر سنسکرت کو تو حق مل گیا ۔ اسیکو کہتے ہیں ؎

کوچۂ جاناں سے خاک لائینگے ✦ اپنا مندر نیا بنائینگے ۔ (مسلمان)

© rasailojaraid.com